مصنف

مولینا لیاقت علی معصومی نقشبندی
مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر سندھ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

مفت سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۵

فرقہ جماعت المسلمین کی طرف سے مذہب اہلسنت
پر وارد کردہ سوالات کا دندان شکن

جواب

فتنہ
نام نہاد
جماعت المسلمین

مصنف: مولانا لیاقت علی معصومی نقشبندی
مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ
سکھر سندھ

جمعیت اشاعتِ اہلِ سنّت
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

۷۸۶
۹۲

پیشِ لفظ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وذریتہ واھلِ بیتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ واھلِ سنتہ اجمعین۔ اما بعد!

بدمذہبوں اور گمراہ فرقوں کی جانب سے وقتاً فوقتاً ایسے شر انگیز سوالات شائع کئے جاتے ہیں جن کا مقصد سیدھے سادھے اور سادہ لوح سنی مسلمانوں کو بدظن کرنا اور شکوک و شبہات میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان سوالات کے جوابات دیکر ان کو شائع کیا جائے تاکہ سادہ لوح سنی مسلمان ان کے مکروفریب سے باخبر رہتے ہوئے اپنے آپکو بچائیں۔

اسی مقصد کے تحت زیرِ نظر کتابچہ "فتنہ نام نہاد جماعت المسلمین" جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے مفت سلسلۂ اشاعت کی جانب سے شائع کروایا گیا ہے جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور جس میں فاضلِ جلیل حضرت مولانا لیاقت علی صاحب موصومی نقشبندی مدظلہ العالی نے فرقہ ضالہ جماعت المسلمین کی جانب سے مذہبِ حق اہلسنت پر وارد کردہ سوالات کا نہایت ہی احسن طریقے سے اور دلائل سے جواب تحریر فرمایا ہے۔

اللہ کریم عزوجل اپنے پیارے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل اسے قبول فرمائے اور اہلسنت کو اس فتنۂ خبیثہ سے محفوظ فرمائے اور مؤلف و ناشر کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

محمد نعمان قادری اختری
انچارج شعبۂ نشرواشاعت جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان)

انتساب

بگرامی خدمت
خواجہ خواجگان عالمی مبلغ اسلام سیدی مرشدی خواجہ محمد معصوم مدظلہ، جنکے فیضان نظر نے عالم میں اسلام کو اک نئی جلا بخشی ہے۔ خصوصاً یورپ کے ظلمات میں آپ کی جہد کثیر سے ہزار ہا چراغ روشن ہوئے اور آفتاب بن گئے۔
یہ سعی بھی اگر ان کی نظر عنایت کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔

مولانا لیاقت علی معصومی

سگ دربار عالیہ موہڑی شریف.

از: استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر
مفتی اعظم مفتی محمد حسین قادری رضوی سکھر

تقریظ

موجودہ زیرِ نظر رسالہ فتنہ نام نہاد جماعت المسلمین عزیز محترم فاضل محتشم مولانا لیاقت علی صاحب سلمہٗ، مدرس دار العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر کی کاوشوں کا نتیجہ ہے مولانا موصوف نے اس دور کے فتنہ اور فرقہ ضالہ کے عقائد فاسدہ جو جمہور اہل سنّت وجماعت سلف وخلف کے طریقہ کے خلاف ہیں اِن کا دلائل کی روشنی میں جواب تحریر فرمایا، اور اِن کے عقائد باطلہ کا ردِ بلیغ فرمایا۔

مولیٰ عزوجل اپنے حبیب لبیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے وسیلہ جلیلہ سے اس کو منظور ومقبول فرمائے۔ اور مؤلف کو اس کی جزا خیر عطا فرمائے۔ آمین

فقیر ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہٗ
خادم دار العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
۶ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
مطابق ۲ اپریل ۱۹۹۰ء

جماعت المسلمین کی طرف سے شائع کردہ سوالنامہ کی نقل

حنفی مذہب کے ماننے والوں سے سوال

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ھو سمّٰکم المسلمین) اے ایمان والو اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے، حنفی مذہب والے کوئی ایسی آیت یا حدیث دکھائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا نام، اہلسنت سُنی، وہابی یا دیوبندی رکھا ہو۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تلزم جماعۃ المسلمین) اور اسی حدیث میں آگے فرمایا (فاعتزل تلک الفرق کلھا۔)
ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا جماعت المسلمین کو لازم پکڑنا اور آگے فرمایا سب فرقوں سے علیحدہ رہنا۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن، صحیح مسلم کتاب الامارات) حنفی مذہب والے کوئی ایسی آیت، یا حدیث دکھائیں جس میں یہ حکم ہو کہ اہل سُنّت، سُنی، وہابی، دیوبندی یا بریلوی کو لازم پکڑنا اور سب فرقوں سے علیحدہ رہنا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ولا تموتن الا وانتم مسلمون)
ترجمہ: اے ایمان والو مرتے دم تک مسلمین رہنا۔ اور آگے فرمایا۔ (ولا تفرقوا) اور فرقے فرقے نہ بن جانا۔ اللہ تعالیٰ نے

ایمان والوں کو حکم فرمایا کہ مرتے دم تک مسلم رہنا فرقے فرقے نہ بننا
حنفی مذہب والے کوئی ایسی آیت یا حدیث دکھائیں جسمیں یہ حکم
ہو کہ اے ایمان والو مرتے دم تک اہلسنت، وہابی، سُنی، دیوبندی
یا بریلوی رہنا فرقے فرقے نہ بننا۔

(۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
جماعت المسلمین سے ایک بالشت برابر بھی الگ رہا تو اس نے
اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال پھینکا (طبرانی جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۴)۔
حنفی مذہب والے کوئی ایسی آیت یا حدیث دکھائیں جسمیں یہ حکم
ہو کہ جو شخص اہلسنت، وہابی، سُنی، دیوبندی یا بریلوی سے ایک
بالشت برابر الگ رہا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال
پھینکا۔

(۵) حنفی مذہب والے نماز وتر میں دعائے قنوت سے پہلے ہاتھوں کو
کانوں تک اٹھاتے ہیں یہ عمل کونسی حدیث میں ہے۔

(۶) حنفی مذہب والوں کا یہ عمل ہے نماز میں عورت سینے پر ہاتھ باندھے
اور مرد ناف کے نیچے۔ یہ حکم کس حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

(۷) حنفی مذہب والے نماز کی نیت زبان سے کرتے ہیں اس عمل کا
ثبوت کس حدیث میں ہے۔

(۸) حنفی مذہب والے قعدہ میں درود شریف کے بعد رب اجعلنی
پڑھتے ہیں۔ یہ حکم کس حدیث میں ہے کہ درود کے بعد رب اجعلنی

پڑھی جائے۔

(۹) حنفی مذہب والے روزہ رکھنے کی نیت وبصوم غد نویت من
شہر رمضان، ان الفاظ سے کرتے ہیں۔ روزہ رکھنے کی نیت
کے یہ الفاظ کونسی حدیث میں فرمائے گئے ہیں۔

(۱۰) سُنی، وہابی وغیرہ حنفی مذہب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مذہب حنفی کس
آیت یا حدیث میں لکھا ہوا ہے

(۱۱) حنفی مذہب والے دائمی امام ابوحنیفہ کو مانتے ہیں۔ اس کا ثبوت
قرآن کی کس آیت یا کونسی حدیث میں ہے۔ حالانکہ دائمی یعنی قیامت
تک کے لئے امام صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۱۲) حنفی مذہب میں کئی فرقے ہیں۔ مثلاً سنی، وہابی، دیوبندی، بریلوی،
نقشبندی، قادری، چشتی وغیرہ وغیرہ حالانکہ ان سب کا امام
ایک مذہب ایک پھر یہ فرقے کیوں اور ان سب میں حق پر کون ہے
اس کا جواب صرف قرآن مجید و صحیح حدیث سے دیں۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عید کی بارہ تکبیروں کا ثبوت
ملتا ہے۔ اور یہ ثبوت ابوداؤد میں ہے۔ حنفی مذہب والے نماز عید
چھ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے ہیں چھ تکبیروں کا ثبوت کس حدیث میں
ہے۔ آخر میں میری یہ گذارش ہے کہ ان سوالوں کا جواب صرف قرآن مجید اور
صحیح حدیث سے دیں۔ میرا حنفی مذہب کو یہ چیلنج ہے کہ قیامت تک ان سوالوں کا جواب قرآن و حدیث
سے نہیں دے سکتے۔ (جماعت المسلمین شاخ شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ)

الحمد للہ الذی انعم علی النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین
والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ الهادین
المھتدین وتابعیھم وتبعھم من الائمۃ المجتھدین

امابعد، دینِ اسلام کے بارے میں ہمیشہ سے شیطان نے اہلِ ایمان کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ شیطان انسانوں میں سے اپنے مریدین کی خاص تعداد کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتا رہا ہے، کبھی تو اس نے عبدالوہاب نجدی، غلام احمد قادیانی کی صورت میں اہلِ ایمان کو فریب دینے کی کوشش کی اور اب جماعت المسلمین کی شکل میں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہمیشہ دشمنانِ دین کے فریب کو کسی نہ کسی سبب ظاہر فرماتا رہا۔ اور اہلِ ایمان کے ایمان ان دین کے ڈاکوؤں سے محفوظ رہے ہے، بلکہ ان کا نورِ ایمان بڑھتا ہی رہا، ناچیز نے اہلسنت کے ادنیٰ خادم کی حیثیت سے ایسے ہی حال میں یہ سعی جمیلہ کی ہے۔ دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین،

واللہ الموفق وھو یھدی السبیل

جواب:۔ سوال نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۱۰، ۱۲

اہلِ سنت کہلانا مسلمان کہلانے کے منافی نہیں، بلکہ لفظ مسلمان کی صحیح تعبیر ہی لفظ اہلِ سنت ہے۔ لفظ اہلِ سنت خاص ہے اور مسلم عام ہے اور خاص میں عام داخل ہوتا ہے لہٰذا منافی نہ ہوا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مسلمان ایک ہی مسلک پر گامزن تھے اس لئے کسی خاص تعبیر کی ضرورت نہیں تھی۔ بعد میں چونکہ امت متعدد گروہوں میں بٹ گئی جیسا کہ حدیث پاک میں پہلے ہی پیش گوئی فرمادی گئی تھی۔ چنانچہ فرمایا۔

عربی	اردو
تتفرق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ	میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سوائے ایک کے تمام جہنمی ہوں گے۔
(ترمذی جلد ۲ ص ۹۳ باب افتراق ھذہ الامۃ)	

ایسی صورت میں فرقہ ناجیہ کی تعیین ضروری تھی۔ ورنہ تعیین نہ ہونے کی صورت میں یہ قوی اندیشہ تھا کہ کہیں طالب حق دین کی تلاش میں گمراہ ہاتھوں میں نہ چلا جائے اور دین کے حصول میں نہایت ہی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا۔

عربی	اردو
فانظروا عمن تاخذون دینکم	اور تم یہ دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔
(ترمذی جلد ۲ شمائل ص ۲۸)۔	

اگر کوئی شخص اہل سنت تو کہلاتا ہے لیکن مسلم کہلانے سے منکر ہے تو واقعتاً ایسا شخص گمراہ ہے۔ لیکن اگر مسلمان ہونے کے ساتھ وہ اپنے آپ کو کسی اور نام سے موصوف کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور خود قرآن وحدیث میں

اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ قرآنِ پاک میں خود اللہ تعالیٰ نے مسلم کو کئی مقامات پر مختلف ناموں سے موسوف کیا ہے۔ مثلاً مومنین، متقین، خاشعین، صادقین دیگر جہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا نام مسلم رکھا ہے وہاں ملّتِ ابراہیم کے نام سے بھی یاد فرمایا ہے۔

فاتبعوا ملة ابراهيم حنيفا۔ — تم ملّتِ ابراہیمی کی پیروی کرو جو ہر باطل سے جُدا تھے۔

پارہ ۴ رکوع اول

کہیں حزب اللہ فرمایا۔

فان حزب اللہ هم الغالبون — بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے

پارہ ۶ مائدہ

اور کہیں خیر امۃ کے نام سے موسوم فرمایا۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس — تم بہتر ہو ان سب امتوں سے جو لوگوں پر ظاہر ہوئیں۔

پارہ ۴ رکوع ۳

اس کی تفسیر میں صاحب تفسیر کبیر یوں فرماتے ہیں۔

والمعنی انکم کنتم فی اللوح المحفوظ خیر الامم — اور اس آیۃ کا معنٰی یہ ہے کہ تم لوحِ محفوظ میں خیر الامم کے نام سے مکتوب تھے۔

تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۱۸۹

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

کنتم مذ امنتم خیر امة تنبیهاً علی انهم کانوا موصوفین بهذہ — تم جب سے ایمان لائے ہو خیر امۃ ہو تنبیہ ہے اس بات پر کہ وہ اس

الصفة مذ کانوا ـــــ — صفت سے موسوف ہیں جب سے وہ اسلام میں ہیں۔

ایضاً صفحہ ۱۹۰

دیگر خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعتوں کو مختلف اعتبارات سے مختلف ناموں سے یاد فرمایا۔ انصار اور مہاجرین کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح دُعا دی۔

فاغفر الانصار والمهاجرہ۔ — اے اللہ تعالیٰ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

بخاری جلد ۲ ص ۵۸۸

دوسرے مقام پر فرمایا ـــ

قال ذهب اهل الهجرة بما فیها ـــ — مدینہ پاک کی طرف پہلی ہجرت میں جو خصوصی اجر و ثواب تھا وہ اولین اہلِ ہجرت لے جا چکے۔

بخاری جلد ۲ ص ۶۱۶

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں وصیت فرمائی۔

قال اوصی الخلیفة من بعدی بالمهاجرین الاولین۔ — میں اپنے بعد مہاجرین اولین میں سے خلیفہ بنانے کی وصیت کرتا ہوں۔

بخاری جلد ۱ ص ۵۲۳

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقراء صفہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

عن ابی هریرة قال لقد رأیتُ سبعین من اصحاب الصفة — حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستّر کو دیکھا ہے۔

مشکوٰۃ ص ۴۴۲

محدثین مسلمانوں کی جماعتوں کو مختلف ناموں سے اس طرح موصوف کرتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

باب تسمیۃ من سمّی اھل بدر	باب ان لوگوں کے نام رکھنے کے بیان
بخاری جلد ۲ صـ ۵۷۲	میں جو اہلِ بدر کہلائے۔

مسلم شریف میں ہے ـــــ

باب من فضائل اصحاب الشجرۃ	باب اہلِ بیعت رضوان اور اصحابِ
اھل بیعۃ الرضوان مسلم جلد ۲ صـ ۳۴۲	شجرہ کے فضائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

باب ماجاء ان للنار نفسین وما	باب اس چیز کے بیان میں کہ جہنم کے
ذکر من یخرج من النار من	لئے دو سانس ہوں گے اور جو بیان
اھل التوحید ـــــ	کیا گیا ہے، کہ اہل توحید میں سے جہنم
ترمذی جلد ۲ صـ ۸۶	سے کون نکلے گا۔

جب مسلمانوں کو مہاجر، انصار، اہل بدر، اہل بیعتِ رضوان، اہلِ توحید وغیرہ سے موصوف کرنا درست ہے تو اہل سنت وجماعت سے موصوف کرنا کیوں صحیح نہ ہوگا، حالانکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کو اسی نام سے موصوف فرمایا ـــــ

تتفرق امتی علی ثلاث وسبعین	میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے
ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ	گی ان میں سوائے ایک فرقے کے تمام
قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما	جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ

انا علیہ واصحابی ـــــ	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کونسا فرقہ ہے
ترمذی جلد ۲ صـ ۹۳	فرمایا جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء	تم پر میری سنت اور میرے خلفاء
الراشدین المھدیین	کی سنت لازم ہے۔

ظاہر ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی سنت کو اپنائے گا وہ اہلِ سنت ہی ہوگا۔ اور جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشادِ پاک

فلیلزم الجماعۃ	جماعت کو لازم پکڑلو ـــــ

(مشکوٰۃ مناقب صحابہ صـ ۵۵۴)

پر عمل پیرا ہوگا وہ اہل جماعت ہوا۔ گویا کہ اہلِ سنت وجماعت فرقہ ناجیہ کیلئے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا تجویز کردہ ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیثِ پاک میں اس کی کہیں ممانعت بھی نہیں آئی کہ مسلمان اپنے کو مسلمان کے ساتھ کسی دوسرے نام سے موصوف بھی نہیں کرسکتا۔ ھو سمٰکم المسلمین میں حصر کا کوئی کلمہ بھی نہیں ہے جیسا کہ جماعت المسلمین نے سمجھا ہے چنانچہ اپنے پمفلٹ بنام جماعت المسلمین کی دعوت اشاعت نمبر ۹۰ صـ ۶ پر لکھتے ہیں۔

تمام ایمان والوں کا نام صرف ایک ہے اور وہ مسلم ہے۔

اگر بالفرض آیہ مذکورہ میں حصر مان لیا جائے تو قرآنِ پاک میں معاذ اللہ تضاد ماننا پڑے گا کہ کہیں تو مسلم کہا کہیں صالحین، شہداء، صادقین اور کہیں انصار اللہ،

حزب اللہ، خیر امۃ وغیرہ، قرآن نے جب مسلمانوں کو متعدد ناموں سے موصوف کیا ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمان خود کو مسلمان ہونے کے ساتھ مختلف اعتبارات سے متعدد ناموں سے موصوف کر سکتا ہے، جیسا کہ اہلِ سُنّت، حنفی، نقشبندی وغیرہ، اور ان ناموں سے موصوف ہونا مسلمان ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ گذشتہ مذکور ہوا۔ اس کی مثال کچھ اس طرح ہو گی جیسے کوئی شخص پاکستانی بھی ہے اور سندھی بھی حیدر آبادی بھی اور عباسی بھی۔ جیسا کہ سندھی اور حیدر آبادی کہلانا پاکستانی کہلانے کے منافی نہیں۔ اسی طرح لفظ اہلِ سُنّت، حنفی، نقشبندی مسلمان ہونے کے منافی نہیں، اس کا ثبوت قرآنِ پاک میں بہت سے مقامات پر ہے، چنانچہ فرمایا۔

یوم ندعوا کل اناس بامامهم — جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اس کی تفسیر صاحب تفسیر مظہری یوں فرماتے ہیں۔

یعنی ندعوهم باسم امامهم یقال یا امة فلان یا اتباع فلان — یعنی ہم اُن کو بلائیں گے اُن کے امام کے نام کے ساتھ تو کہا جائے گا اے فلان کی اُمّت اے فلاں کے پیروکار۔

[تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۴۶]

صاحب تفسیر رُوح البیان اس کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں۔

مقدم فی الدین فیقال یا حنفی یا شافعی ونحوهما — جو دین میں امام ہیں پس کہا جائے گا اے حنفی، اے شافعی اور ان کی مثل دوسری نسبتوں سے۔

[تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۱۸۷]

چنانچہ اسی آیۃ کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے۔

فیدعون بمن کانوا یأتمون به فی الدنیا یا حنفی یا شافعی۔ — پس وہ پکارے جائیں گے ان کے ناموں سے جن کی وہ دنیا میں تقلید کرتے تھے۔ (یعنی یوں پکارا جائیگا) یا حنفی یا شافعی۔

[تفسیر قرطبی جلد ۱۰ ص ۲۹۷]

آئمہ حدیث جن پر مخالفین بھی بڑے زور شور سے اعتماد کرتے ہیں۔ وہ خود کسی نہ کسی مسلک فقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ ارشاد الساری میں امام بخاری کے بارے میں یوں مذکور ہے۔

وقد ذکر ابو عاصم فی طبقات اصحابنا الشافعیه — ابو عاصم نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ وہ (امام بخاری) ہمارے اصحاب شافعیہ میں سے تھے۔

[ارشاد الساری جلد ۱ ص ۳۶]

طبقات شافعیہ میں یوں مذکور ہے۔

وسمع بمکة عن الحمیدی و علیه تفقه عن الشافعی — یعنی امام بخاری نے مکہ میں حمیدی سے سماع کیا اور انہیں سے فقہ شافعیہ پڑھی۔

[طبقات شافعیہ جلد ۲ ص ۳]

امام ابو داؤد کے بارے میں شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وم درا در مذہب او اختلاف ست بعضے گویند شافعی بود بعضے گویند حنبلی بود۔ — امام ابو داؤد کے فقہی مسلک کے بارے میں اختلاف تھا بعض نے کہا کہ وہ شافعی تھے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ حنبلی تھے۔

[بستان المحدثین ص ۲۸۲]

امام نسائی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اوشافعی بود۔ [ایضاً]	وہ شافعی تھے ـــــــــ

مخالفین کے نزدیک چونکہ کسی سے وابستگی سوائے امیر جماعت المسلمین حرام ہے جیساکہ وہ اپنے رسالہ المسلم اشاعت پنجم ص۱۳ پر لکھتے ہیں۔

تمام فرقہ وارانہ جماعتوں اور اُن کے امراسے کسی بھی قسم کی دینی وابستگی ناجائز اور حرام ہے ـــــــــ

ظاہر ہے کہ آئمہ حدیث آئمہ فقہ سے وابستگی جائز جانتے تھے۔ تب ہی تو اُن سے منسوب ہوئے۔ بقول مخالفین یہ کام حرام ہے اور حرام کو جائز جاننے والا کافر ہوتا ہے۔ اب یہ فیصلہ اُن پر ہے کہ آئمہ حدیث کے بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں اُن سے حدیث لینا صحیح ہے یا نہیں۔ اگر مخالفین اس وابستگی کے منکر ہیں تو کسی بڑے ثقہ پرانے عالم کی تصنیف سے یہ بات ثابت کریں کہ محدثین کسی مسلک سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو جماعت المسلمین میں سے گردانتے تھے۔ اس کے برعکس آئمہ حدیث نے اپنے لئے کئی نسبتوں کو پسند فرمایا۔ مثلاً امام بخاری شافعی بھی تھے اور جعفی بھی کہلائے اس کی وجہ شیخ عبدُالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں ـــــــــ

امام بخاری کے جدامجد مغیرہ بن بردز جعفی مجوسی تھے اور اس زمانے میں بخارا کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسی نسبت سے جعفی کہلائے امام بخاری کو بھی جعفی اسی نسبت سے کہا جاتا ہے۔ [اشعۃ اللمعات جلد ا ص۹]

جیساکہ گذشتہ مذکور ہوا کہ حدیث پاک میں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا، میری اُمت کے تہتر۷۳ فرقے ہوں گے تمام جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے۔
یعنی رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کو بھی ایک فرقہ شمار کیا اور اُمت کے لئے تہتر۷۳ فرقوں کا لفظ استعمال کیا۔ اب اس واضح ارشاد کے ہوتے ہوئے کہنا کہ ہم کسی فرقے سے تعلق نہیں رکھتے، گویا کہ اُمت سے نکل جانے کے مترادف ہے۔

آج تک اُمتہ مسلمہ میں جتنے بھی بڑے بڑے علماء اور بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں فرق اسلامیہ کا ذکر فرمایا اور فرقہ ناجیہ اہل سُنّت وجماعت (حنفی، شافعی، مالکی حنبلی) کی نشاندہی فرمائی، اور گمراہ فرقوں کو علیحدہ علیحدہ گنوایا چنانچہ حضرت غوث اُمۃ حضور شہنشاہ عبدُالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

واما الفرقۃ الناجیہ فھی اھل السنۃ والجماعۃ	فرقہ ناجیہ اہل سُنّت وجماعت ہے۔ [غنیۃ الطالبین مطبوعہ مصر ص۸۵]

امام مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اہل سُنّت وجماعت کہ فرقہ ناجیہ اند ونجات بے اتباع این بزرگواراں متصور نیست۔ [مکتوبات مجدد الف ثانی ص۳۹ مکتوب پنجاہ ونہم مطبوعہ ترکی]	اہل سُنّت جو فرقہ ناجیہ ہے ان بزرگ حضرات کی اتباع کے بغیر نجات نہ ہوگی۔

یہ حضرات ایسی ہستیاں ہیں کہ دنیا کے ہر خطہ میں ان کا نام آنے پر مسلمان تعظیم سے گردن جھکا دیتے ہیں۔ جماعت المسلمین ان ہی کے ہم پلہ کسی صاحب کی تصنیف سے یہ ثابت کرے کہ اپنے آپ کو صرف جماعتُ المسلمین ہی کہلانا چاہیئے۔

آئمہ حدیث خصوصاً امام ترمذی کا یہ معمول ہے کہ حدیث بیان کرنے کے بعد

مذاہب بیان کرتے ہیں۔ یہ کہ اس پر عمل امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام حنبل یا امام مالک کا ہے۔ لیکن کہیں یہ مذکور نہیں کہ جماعت المسلمین کا عمل اس حدیث پر ہے۔ جیساکہ جماعت المسلمین کا زعم باطل ہے کہ وہ ابتدا اسلام سے ہے۔ یہاں دو ۲ احتمال ہیں۔ یا تو دوسرے مسلمانوں سے زیادہ ہوں گے یا کم ہوں گے۔ زیادہ والا احتمال تو باطل ہے، اس لئے کہ اگر اس وقت زیادہ ہوتے تو اب بھی دنیا میں اُن کی کثیر تعداد ہوتی۔ بڑے بڑے تعلیمی ادارے ہوتے بڑے بڑے جیّد مشاہیر سابقہ علماء کا تعلق اُن سے ہوتا دنیا میں کثیر مساجد ہوتیں۔ ان کی پرانی تصانیف و تفاسیر ہوتیں۔ جن میں یہ تعلیم عام ہوتی کہ مسلمانوں کیلئے لفظ مسلم کے علاوہ دوسرا نام استعمال کرنا حرام ہے۔ بخلاف اس کے یہ جماعت چند سال قبل نمودار ہوئی ہے اور مسجد ان کی ایک کراچی میں ایک سکھر میں اور ایک پشاور میں ہے۔ اور ہر مسجد میں ڈھائی ڈھائی آدمی ہیں۔ اور اہل سنت و جماعت بحمدہٖ تعالیٰ ہمیشہ سے کثیر ہیں اور اب بھی کثیر ہیں۔ دنیا کے ہر خطہ میں موجود ہیں۔ بڑے بڑے ادارے پہلے بھی تھے اب بھی ہیں۔ اور حضرت داتا گنج بخش، مجدد الف ثانی، امام محمد، امام ابو یوسف جیسی شخصیات موجود ہیں۔ جو آج بھی سورج کی طرح امتِ محمدیہ کے نورِ ایمان کو جلا بخش رہی ہیں

اور اگر کم والا احتمال مانا جائے۔ یعنی یہ لوگ پہلے بھی دوسرے مسلمانوں سے کم تھے، اب بھی کم ہیں۔ لیکن پھر بھی صحیح راستے پر ہیں تو معاذ اللہ ماننا پڑیگا کہ احادیث گمراہی کا حکم دیں کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں تو یوں مذکور ہے

فلیلزم الجماعة — جماعت کو لازم پکڑو

دوسرے مقام پر ہے

اتبعوا السواد الاعظم فانہ — بڑے گروہ کی پیروی کرو بیشک

من شذ شذ فی النار — جو اس سے علیحدہ ہوا وہ جہنم میں ہوگا

(مشکوٰۃ باب اعتصام)

کیونکہ حدیث میں تو ہے کہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ اور یہ بات بالبداہتہ باطل ہے کہ معاذ اللہ احادیث گمراہی کا حکم دیں تو ماننا پڑیگا کہ حدیثِ پاک میں حکم جماعت اہلِ سنت ہی کی پیروی کا ہے۔ کیونکہ یہی سب سے بڑی جماعت ہے اس واضح ارشاد پاک کے ہوتے ہوئے جو شخص نہایت ہی ادنی گروہ کی پیروی کریگا تو یقیناً اسے کوئی چیز اس ارشاد باری تعالیٰ کا مصداق اتم ہونے سے مانع نہ ہوگی۔

ومن یشاق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا

اور جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر حق کا راستہ کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ پر چلے ہم اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے

آئیے اب ایک نظر مخالفین کے استدلال کی طرف ڈالتے ہیں۔ مخالفین فاعتزل تلك الفرق کلها سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں ہر فرقہ سے جدا رہنے کا حکم ہے۔ حالانکہ حدیث پاک کا یہ معنی کرنا بالکل باطل ہے۔ اصل مطلب یوں ہے کہ تم تمام گمراہ فرقوں سے علیحدہ رہو۔ اگر یہ معنی مراد نہ لیا جائے تو پھر فرقہ ناجیہ سے بھی جدا رہنا لازم آئے گا۔ اور احادیث میں تضاد ماننا پڑے گا کہ ایک روایت میں اہل حق کو بھی فرقہ شمار فرمایا ہے

جیساکہ گذشتہ روایت میں مذکور ہوا۔ اور دوسری روایت میں تمام فرقوں سے جدائی کا حکم دیا۔ اس لئے یہ روایت ہمارے لئے مضر نہ ہوئی۔

﴿ولاتموتن الا وانتم مسلمون﴾ اور ﴿تلزم جماعة المسلمین﴾ میں مسلم سے مراد وہی مسلمان ہیں جو اہل حق ہیں مطلق مسلمان نہیں۔ جیساکہ روایت مذکور ہو چکی کہ مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے تمام جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے۔ اگر مطلق مسلمان ہوکر مرنا مراد ہو یا مطلق مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا مراد ہو تو یہ معاذاللہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول علیہ السلام جہنم کے راستے پر چلنے کا حکم دیں۔ لہٰذا یہاں مسلم سے مراد خاص مسلمان فرقہ ناجیہ یعنی اہلسنت ہیں۔ نیز مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ چکے ہیں ایک شخص تہتر قسم کے عقائد کو کس طرح لازم پکڑ سکتا ہے۔

اگر مذکورہ نصوص میں مسلمین سے مراد فرقہ جماعۃ المسلمین ہے تو یہ بالبداہتہ باطل ہے۔ اس بڑ کے سنتے ہی سامع کے ذہن میں بے ساختہ کچھ سوالات پیدا ہونے شروع ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ پھر چند سال قبل ان نصوص کا مصداق کون لوگ تھے کیوں کہ یہ جماعت تو چند سال قبل پیدا ہوئی ہے۔ بقول انکے اگر یہی مسلمان ہیں تو لازم آئے گا کہ یہ مشرکین کی اولاد سے ہوں۔ پھر اس اولاد مشرکین کو کون مسلمان کر گیا آخر کسی ملک سے تو آیا ہو گا۔ وہاں بھی جماعت المسلمین فرقہ کے لوگ ہونے چاہئیں۔ نیز ان کے اکابر کے نام کیا ہیں اگر یہ مانا جائے کہ یہ ابتدائے اسلام سے ہیں۔ تو یہ امر لازم ہوگا کہ ان کے امراء کا شجرہ ابتدائے اسلام تک پہنچتا ہو اور کم از کم سو دو سو سال قبل تک کے لوگوں کا یہی عقیدہ ہو اور اس کا ثبوت کسی بیّن دلیل سے ہو۔

اگر نصوص سے مراد یہی فرقہ ہے۔ تو لازم آئے گا کہ دنیا کے دوسرے ممالک خصوصاً مکہ پاک اور مدینہ پاک اہل حق سے خالی ہوں۔ حالانکہ یہ دو مقامات ایسے ہیں کہ قرب قیامت جب کہیں ایمان نہ ہوگا۔ تو یہاں ضرور ہوگا۔ چنانچہ بخاری میں ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان الایمان لیأرز الی المدینة کما تارز الحیة الی جحرھا۔ "بخاری جلد ۱ ص ۲۵۲"

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت ایمان مدینہ پاک کی جانب یوں مجتمع ہوگا جیسے سانپ اپنے بل کی جانب۔

دیگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد ممالک کے لئے دعائے برکت فرمائی چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے ــــــ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا مشکوٰۃ

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ ہمارے ملک شام اور یمن میں برکتیں نازل فرما۔

اور شام کے بارے میں فرمایا ــــــ

الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلاً کلما مات رجل ابدل اللہ مکانه رجلاً

شام میں ہمیشہ ابدال اولیاء اللہ ہونگے اور وہ چالیس افراد ہیں جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کوئی دوسرا بدل دیتا ہے۔

مذکورہ روایات سے اس امر کی طرف نشان دہی ہوتی ہے کہ یہاں ہمیشہ اہل حق ہوں گے۔ یہاں کے لوگ ہمیشہ سے اہل سنت ہیں اور حنفی، شافعی، مالکی حنبلی کہلاتے ہیں۔ مذکورہ مقامات پر فرقہ جماعت المسلمین کا نہ ہونا ہی ان کے بطلان کے لئے کافی ہے۔ اگر اس جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم ہو اور معاذاللہ باقی امّت کو مشرک سمجھا جائے تو اس

ارشادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عدم اعتماد کے مترادف ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی (بخاری جلد ا ص ۱۲۹)

خدا کی قسم مجھے تم سب سے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔

اور حضور علیہ السلام کے ارشادِ گرامی پر عدم اعتماد جماعۃ المسلمین ہی کا کام ہے، اہلِ سنت اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اس ظاہر ارشاد پاک کے ہوتے ہوئے اُمت کو مشرک گردانا جائے۔

ولا تفرقوا کے جواب میں یہ عرض ہے کہ فروعی اختلاف اسکے تحت داخل نہیں ورنہ اگر فروعی اختلاف کو بھی فرقہ بندی کہا جائے تو اس حدیثِ پاک کا معنیٰ کیا ہوگا۔ اختلاف امتی رحمۃ "میری امت کا اختلاف رحمت ہے"۔

اور ایسا اختلاف صحابہ میں بھی تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں تم جس کے پیچھے چلو گے ہدایت پاؤ گے

لہٰذا حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہونا لا تفرقوا کے تحت داخل نہ ہوا۔

جواب سوال نمبر ۵

قنوت سے پہلے ہاتھوں کا اٹھانا عین اتباعِ صحابہ ہے۔ جو کہ متعدد کتب احادیث میں بہت سی روایات سے ثابت ہے۔ چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔

چنانچہ بیہقی شریف میں ہے۔

ان عددا من الصحابۃ رفعوا ایدیھم فی القنوت مع ما روینا عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم "السنن الکبری مع جوہر النقی جلد ۲ ص ۲۱۱"

بیشک متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ دُعاء قنوت کے وقت اٹھاتے تھے جیسا کہ ہم نے روایت کیا ہے انس بن مالک سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔

اور شرح السنۃ کی روایات کچھ اس طرح ہے۔

وروی عن ابن مسعود انہ کان یرفع یدیہ فی القنوت

روایت کیا گیا ہے ابن مسعود سے کہ وہ اپنے ہاتھ دعائے قنوت کے وقت اٹھاتے تھے

وعن ابی ھریرۃ انہ کان یرفع یدیہ فی قنوتہ "شرح السنۃ للامام البغوی جلد ۳ ص ۱۲۷"

روایت کیا گیا ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ وہ دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

اور صاحب آثار السنن نے یوں نقل فرمایا ہے۔

عن الاسود عن عبد اللہ انہ کان یقرأ فی اٰخر رکعۃ من الوتر (قل ھو اللہ) ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکعۃ رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین واسنادہ صحیح

حضرت عبد اللہ سے روایت ہے، کہ وہ وتر کی آخری رکعت میں "قل ہو اللہ" پڑھتے تھے پھر رفع یدین کرتے اس کے بعد دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ روایت کیا اس کو امام بخاری نے (جزء رفع الیدین) میں

عن ابراھیم النخعی قال ترفع

حضرت ابراہیم نخعی سے روایت ہے

الایری فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ وفی التکبیر للقنوت فی الوتر رواہ الطحاوی واسنادہ صحیح	فرمایا سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ نماز کو شروع کرتے وقت اور نماز وتر میں دعائے قنوت کی تکبیر کہتے وقت

آثار السنن ص۱۶۹ مطبوعہ، مکتبہ امدادیہ ملتان

اس روایت کو امام طحاوی نے (باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت) میں بھی نقل فرمایا ہے۔ طحاوی جلد ۱ ص ۳۳۲

مصنف ابن ابی شیبہ نے بھی متعدد روایات رفع عند القنوت کے بارے میں ذکر فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابوالاحوص عن مغیرۃ عن ابراھیم قال ارفع یدیك للقنوت	حضرت ابراہیم سے روایت ہے فرمایا کہ تو اپنے ہاتھ دعائے قنوت کے وقت اٹھا۔
حدثنا معاویہ بن ھشام قال حدثنا سفیان عن لیث عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیہ عن عبداللہ انہ کان یرفع یدیہ فی القنوت الوتر	حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ نماز وتر میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔
حدثنا عبد الرحمٰن بن	حضرت عبداللہ سے روایت ہے

محمد المحاربی عن لیث عن ابن الاسود عن ابیہ عن عبداللہ انہ کان یرفع یدیہ اذا قنت فی الوتر	کہ وہ نماز وتر میں جب دعائے قنوت پڑھتے تو ہاتھ اٹھاتے۔

"مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص۳۰۷ مطبوعہ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ اشرف منزل کراچی"

رفع الیدین عند القنوت کے بین ثبوت کے بعد اب رہا یہ مسئلہ کے وہ ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں گے تو اس کی صراحت بھی احادیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں رفع الیدین کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھاتے تھے، چنانچہ ملاحظہ ہو روایت ابوداؤد۔

قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستقبل القبلۃ فکبر فرفع یدیہ حتی حاذتا اذنیہ ثم اخذ شمالہ بیمینہ	فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کیا اس کے بعد تکبیر کہی اور ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ کانوں کے محاذی ہو گئے پھر بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیا۔

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ ص۱۵۰

جواب سوال نمبر ۶

نماز میں عورت کا سینے پر ہاتھ باندھنا، یہ تو کوئی اختلافی مسئلہ نہیں کہ جس پر دلائل کی حاجت ہو تمام ائمہ کا یہ ہی مسلک ہے چونکہ اس میں عورت کے لئے زیادہ پردہ ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب حلبی کبیر میں یوں مذکور ہے۔

المرأۃ فانھا تضعھا تحت	تمام ائمہ کے نزدیک نماز میں عورت

شربیها بالاتفاق لانه استرلها

اپنے سینے پر ہاتھ باندھے گی اس لئے کہ اس میں اس کیلئے زیادہ پردہ ہے۔

اور معترضین کا بھی یہی مسلک ہے۔ رہا مرد کا زیرِ ناف ہاتھ باندھنا تو یہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے اور متعدد کتب احادیث میں مذکور ہے۔ اور قرینِ قیاس بھی یہی ہے، کیونکہ زیرِ ناف ہاتھ باندھنے میں ادب بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف چند روایات پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الجوہر النقی میں ہے۔

عن انس قال ثلاث من اخلاق النبوة تعجيل الافطار وتاخير السحور ووضع اليد اليمنٰی علی اليسرٰی فی الصلوة تحت السرة

"السنن الکبریٰ مع الجوہر النقی جلد۲ ص۳۲"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ تین باتیں نبوت کے اخلاق سے ہیں، اولاً روزہ جلد افطار کرنا اور آخری وقت میں سحری کھانا اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

صاحب مصنف ابن ابی شیبہ یوں نقل فرماتے ہیں۔

قال حدثنا وکیع عن موسٰی بن عمیر عن علقمه بن وائل بن حجر عن ابیه قال رائیت النبی صلی الله علیه وسلم وضع یمینه علی شماله فی

وائل بن حجر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے

الصلوة تحت السرة

"مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر ۱ ص۳۹۰"

نیچے رکھے ہوئے ہیں

حدثنا وکیع عن ربیع عن ابی معشر عن ابراهیم قال یضع یمینه علی شماله فی الصلوة تحت السرة ▭ ایضاً ▭

حضرت ابراہیم سے روایت ہے، فرمایا کہ وہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

حدثنا یزید بن هارون قال اخبرنا حجاج بن حسان قال سمعت ابا مجلز او سالته قال قلت کیف یضع قال یضع باطن کف یمینه علی ظاهر کف شماله ویجعلها اسفل من السرة ▭ ایضاً ▭

حضرت حجاج بن حسان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز سے سوال کیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کس طرح رکھتے ہیں فرمایا کہ وہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر ناف کے نیچے رکھتے ہیں

اور آثار السنن میں یوں مذکور ہے۔

عن علقمه بن وائل بن حجر عن ابیه قال رائیت النبی صلی الله علیه وسلم یضع یمینه علی شماله فی الصلوة تحت السرة رواه ابن ابی شیبه

وائل بن حجر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے

واسنادہ صحیح ہیں۔

آثار السنن ص ۶۹ ۔ ۷

مصنف آثار السنن اپنی ہی رقم کردہ تعلیق میں اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں ــــــ

قال حافظ قاسم بن قطلوبغا فی تخریج احادیث الاختیار شرح المختار ھذا اسند جید وقال العلامہ محمد ابوطیب المدنی فی شرح الترمذی ھذا حدیث قوی من حیث السند وقال الشیخ عابد السندی فی طوالع الانوار رجالہ ثقات

جواب سوال نمبر ۷، ۹

یہ اعتراض اس وقت صحیح ہوتا جبکہ احناف کے نزدیک زبان سے نیت کرنا واجب ہوتا۔ حالانکہ زبان سے نیت کرنا استحباب کے درجہ میں ہے۔ اس کا رواج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک کے بہت بعد دیا گیا اور اس میں حکمت یہ بھی چونکہ غیر عرب مسلمان کثیر ہیں۔ اور خشوع و خضوع میں بھی کمی واقع ہو رہی ہے اور دنیاوی مشاغل میں توجہ بہت زیادہ مبذول ہے۔ زبان سے نیت چونکہ استحضار قلب کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے پختگی نیت

کی بنا پر اس کو مستحب قرار دیا گیا چنانچہ احناف کی معتبر کتاب الھدایہ میں ہے

والنیۃ ھی الارادۃ والشرط ان یعلم بقلبہ ای صلوۃ یصلی اما الذکر باللسان فلا معتبر بہ ویحسن ذالک لاجتماع عزیمتہ

الھدایہ جلد نمبر ۱ ص ۹۶

نیت دلی ارادے کا نام ہے، اور شرط یہ ہے کہ نمازی اپنے دل میں جانتا ہو کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے۔ لیکن زبان سے نیت تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور اسے مستحسن قرار دیا گیا ہے تاکہ ارادہ مستحضر ہو جائے۔

اور روزے کی زبان سے نیت کرنے میں بھی یہی حکمت ہے۔ ورنہ اصل نیت تو دل کے ارادے کا نام ہے۔

جواب سوال نمبر ۸

احناف چونکہ عمل بالحدیث کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انکا یہ سنہری اصول ہے کہ مختلف احادیث کو تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ حتی الامکان کوئی حدیث بغیر عمل کے نہ رہ جائے۔ اور کچھ ایسی ہی کیفیت یہاں ہے کہ ایک تو وہ روایت ہے جس میں صراحۃً تشہد کے بعد کی دعا بیان فرمادی گئی۔ لیکن دوسری روایت ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو تشہد کی تعلیم فرمائی اور اس کے بعد دعا کے بارے میں اختیار عطا فرمایا۔ چنانچہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

یتخیر من الدعاء اعجبہ الیہ فیدعو

بخاری جلد ۱ ص ۱۱۵

اس کے بعد تجھے اختیار ہے دعا کے بارے میں جو تیرے نزدیک زیادہ اچھی ہو پس وہی مانگ۔

اور نسائی شریف میں یوں مذکور ہے۔

یستخیر بعد ذلک من الکلام ماشاء	اس کے بعد تجھے دعا کے بارے میں اختیار ہے جو تو چاہتا ہے مانگ۔

نسائی ص۱۴۳

اس کے بین السطور میں یہ عبارت ہے
الماثور ولتمشابہ للقرآن۔

اور رب اجعلنی چونکہ قرآن پاک میں موجود ہے اس لئے ہم اسے ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ احناف کا دونوں روایات پر عمل ہے۔ یعنی جس میں دعا تعلیم فرمادی گئی۔ اور دوسری جس میں اختیار عطا فرمایا گیا۔

لہٰذا احناف کے موقف پر اعتراض کرنا علم حدیث سے جہالت کے مترادف ہے۔ معترضین سے یہ سوال ہے کہ وہ اختیار والی حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے ائمہ فقہ کا مذہب احادیث کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اور احادیث کا حقیقی مطلب ومفہوم فقہاء سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے۔

الفقہاء وھم اعلم بمعانی الحدیث۔	فقہا احادیث کے معانی ومطالب سب سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

ترمذی ص۱۹۳

جواب سوال نمبر ۱۱

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک دائمی امام ہیں اس کے باوجود لفظ امام کا اطلاق غیر رسول پر بھی دائماً جائز ہے۔ ایک لفظ اگر متعدد ذوات کے لئے استعمال ہو تو ضروری نہیں کہ ہر جگہ اس کا معنیٰ ایک ہی ہو بلکہ بعض دفعہ محل بدلنے سے معنیٰ میں بھی فرق آجاتا ہے۔ مثلاً صلوٰۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوگا تو

رحمت کاملہ کے معنیٰ میں ہوگا۔ اور جب اس کا اسناد انسانوں کی طرف ہوگا تو طلب رحمت کے معنیٰ مراد ہونگے۔ اور جب فرشتوں کی طرف ہوگا تو استغفار کے معنیٰ میں ہوگا۔ اسی طرح لفظ مومن خدا تعالیٰ، حضور علیہ السلام، اور تمام مسلمانوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور کوئی بھی بے عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں کا دائماً مومن ہونا خدا تعالیٰ کے دائماً مومن ہونے کے منافی ہے۔ اسی طرح لفظ سید حضرت صدیق اکبر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

حدثنا ابو نعیم قال کان عمر یقول ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالاً	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سید ہیں اور انہوں نے ہمارے سید کو آزاد کیا یعنی حضرت بلال کو۔

بخاری جلد ۱ ص۵۳۰ مناقب بلال

اور خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات بابرکات کے لئے بھی یہ لفظ پسند فرمایا، چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے۔

انا سید ولد آدم	میں تمام اولاد آدم کا سید ہوں۔

مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۵۱۱

اب جماعت المسلمین سے یہ سوال ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لفظ سید کا استعمال حضرت صدیق اکبر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے دائماً کیا تھا، یا ان کی مراد صرف محدود وقت کے

لئے تھی۔ یقیناً جواب بشکل اول ہوگا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دائمی سید ہونا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائمی سید ہونے کے منافی نہیں تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دائمی امام ماننا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائمی امام ہونے کے کیونکر منافی ہوگا۔

دیگر، لفظ امام کا اطلاق غیر رسول کیلئے خود قرآن وحدیث سے بکثرت ثابت ہے۔
جیساکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

یوم ندعو کل اناس بامامہم	جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

جیساکہ اس آیۃ کے تحت مفسرین کرام کے قول گزر چکے کہ انہوں نے امام سے مراد ائمہ فقہ لئے ہیں۔

بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ بہت سے امام پیدا فرمائے چنانچہ فرمایا۔

وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا	ہم نے ان میں کچھ امام بنائے تاکہ تمہارے حکم سے راہنمائی فرمائیں۔

اگر امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی متعدد ائمہ ہوں تو کیا استحالہ ہے۔ ایک مقام پر مومنوں کی دعا بیان فرمائی۔

ولجعلنا للمتقین اماما	ہمیں متقین کا امام بنادے۔

یہ مقام تعریف ہے اور اگر لفظ امام کا اطلاق غیر رسول پر جائز نہ ہو تو لازم آئے گا کہ اس دعا میں غیر مشروع کی طلب کی گئی ہو اور غیر مشروع امر کی طلب

مقام تعریف نہیں ہو سکتی۔

اور بخاری میں یوں مروی ہے۔

فالامام الذی علی الناس راع وھو مسئول عن رعیتہ	امام جو لوگوں پر حاکم ہے وہ اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

بخاری جلد ۲ ص ۱۰۵۷ کتاب الاحکام

موطا امام محمد میں یوں مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو امام کی اقتداء میں ہو تو ایسی صورت میں امام کا قرات کرنا گویا کہ اس کا قرات کرنا ہے

موطا امام محمد

دیگر اگر لفظ امام کا اطلاق غیر رسول کے لئے جائز نہ ہوتا تو ائمہ حدیث کتب احادیث میں ابواب کے نام اس طرح نہ باندھتے۔ چنانچہ بخاری میں ہے۔

باب بیعۃ الامام علی الناس
امولھم وضیاعھم

بخاری جلد ۲ ص ۱۰۶۵

امام ترمذی فرماتے ہیں۔

باب ماجاء فی الامام العادل	باب امام عادل کے بیان میں۔

ترمذی جلد ۱ ص ۲۴۸

جواب سوال نمبر ۱۳

معترضین کا یہ قول کہ نمازِ عید میں بارہ تکبیریں کا ثبوت ملتا ہے۔ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ سائل کا علم حدیث شریف کے بارے میں محدود اور سطحی ہے۔ ورنہ جہاں بارہ کا ثبوت ہے، وہاں گیارہ، تیرہ، اور نو کا بھی ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے ــــــ

حدثنا وکیع قال حدثنا سفیان عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی انه کان یکبر فی الفطر احدیٰ عشرة تکبیرة ستا فی الاولی وخمساً فی الاخرہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر میں گیارہ تکبیریں کہتے تھے۔ چھ پہلی رکعت میں اور پانچ آخری میں ــــــ

حدثنا هشیم عن حجاج وعبد الملك عن عطا، عن ابن عباس انه کان یکبر ثلاث عشرة تکبیرة

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر تیرہ تکبیریں کہتے تھے ــــــ

[مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۱۷۲]

نو، کا قول حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہے، اور آپ کا یہ مقام ہے کہ آپ مرجع الصحابہ تھے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے آپ کی وجاہتِ علمی ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی میں ہے۔

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو کنت مؤمرا احداً من غیر مشورة لامرت ابن ام عبد۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو امیر بناتا تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو بناتا ــــــ

[ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۱]

عن عبد الرحمن بن یزید قال اتینا حذیفة فقلنا حدثنا باقرب الناس من رسول الله صلی الله علیه وسلم هدیاً ودلاً فناخذ عنه ونسمع منه قال کان اقرب الناس هدیاً وسمتاً برسول الله صلی الله علیه وسلم ابن مسعود

عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ ہمیں یہ بات بیان فرمائیں کہ لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ نزدیک سیرت وکردار کے اعتبار سے کون تھا تاکہ ہم اس سے دینی معلومات حاصل کریں اور مسائلِ شرعیہ کا بیان ان سے سنیں۔ فرمایا کہ سیرت وکردار کے اعتبار سے سب سے زیادہ نزدیک ابن مسعود ہیں ــــــ

[ایضاً]

آپ کی کمال فقاہت اور مرجع الصحابہ ہونے کی بنا پر احناف تکبیراتِ عیدین میں آپ ہی کے مسلک کو اختیار کرتے ہیں۔ آپ اپنے اس موقف میں منفرد نہیں تھے بلکہ دیگر صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا۔ چنانچہ طحاوی میں ہے ــــــ

فاجمعوا امرهم علی ان یجعلوا التکبیر علی الجنائز مثل التکبیر فی الاضحی والفطر اربع تکبیرات

صحابہ کرام کا اس معاملہ میں اجماع ہو چکا تھا کہ وہ نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں اپنائیں جیسا کہ عیدین میں چار تکبیریں

ہوتی ہیں یعنی ہر رکعت میں چار بایں طور کہ اوّل رکعت میں اول تکبیر تحریمہ اور تین زوائید اور دوسری میں تین زوائید اور چوتھی رکوع والی۔

ایضاً

اور ابوداؤد میں یوں مروی ہے۔

ان سعید بن العاص سال ابا موسیٰ الاشعری وحذیفہ بن الیمان کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحیٰ والفطر فقال ابوموسیٰ کان یکبر اربعاً تکبیرہ علی الجنائز فقال حذیفہ صدق فقال ابوموسیٰ کذلک کنت اکبر فی البصرۃ حیث کنت

حضرت سعید بن العاص نے حضرت موسیٰ الاشعری اور حذیفہ بن الیمان سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے۔ تو حضرت ابوموسیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار تکبیریں عیدین میں نماز جنازہ کی مثل کہتے۔ (یعنی ہر رکعت میں چار کہتے پہلی رکعت میں ایک تکبیر تحریمہ اور تین زوائید دوسری رکعت میں تین زوائید اور چوتھی رکوع والی تکبیر۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ آپ نے سچ فرمایا حضرت ابو موسیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جب تک بصرہ میں رہا عیدین میں اسی طرح تکبیریں کہتا تھا۔

ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۶۳

تکبیرات عیدین کے بارے میں صاحب آثار السنن صحابہ کرام کا موقف یوں بیان فرماتے ہیں۔

عن علقمۃ والاسود کان ابن مسعود جالسا وعندہ حذیفۃ والبوموسیٰ الاشعری فسالھم سعید بن العاص عن التکبیر فی الصلوٰۃ العید فقال حذیفۃ سل الاشعری فقال الاشعری سل عبد اللہ فانہ اقدمنا واعلمنا فسالہ فقال ابن مسعود یکبر اربعاً ثم یقرا ثم یکبر فیرکع فیقوم فی الثانیۃ فیقرا ثم یکبر اربعاً بعد القراۃ رواہ عبد الرزاق واسنادہ صحیح

آثار السنن صفحہ ۲۵۷

حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حذیفہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ ان حضرات سے سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیدین کی تکبیرات کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا حضرت اشعری سے پوچھو حضرت اشعری سے پوچھو حضرت اشعری نے فرمایا کہ عبداللہ سے پوچھو کہ یہ ہم میں بزرگ اور زیادہ عالم ہیں۔ پھر انہوں نے ان سے سوال کیا۔ تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ چار تکبیریں کہنے کے بعد قرأت کریگا۔ (یعنی تکبیر تحریمہ اور تین زوائید) پھر تکبیر کہے گا اور رکوع کرے گا پھر دوسری رکعت کے لئے قیام کرے گا۔ قرأت کرے گا پھر چار تکبیریں کہے گا۔ قرأت کے بعد (یعنی تین زوائید اور ایک تکبیر رکوع والی) روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں۔

اور اس قسم کی روایت صاحب مصنف ابن ابی شیبہ نے بھی نقل فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں ــــــ

حدثنا یزید بن هارون عن المسعودی عن معبد بن خالد عن کردوس قال قدم سعید بن العاصی فی ذی الحجة فارسل الی عبد اللہ وحذیفة وابی مسعود الانصاری وابی موسیٰ الاشعری فسالھم عن التکبیر فاسندوا امرھم الی عبد اللہ فقال عبد اللہ یقوم فیکبر ثم یکبر ثم یکبر فیقرأ ثم یکبر ویرکع ویقوم فیقرأ ثم یکبر ثم یکبر ثم یکبر ثم یکبر الرابعة ثم یرکع

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا نمازی قیام کے لئے کھڑا ہوگا (ثناء کے بعد) تکبیر کہے گا پھر تکبیر کہے گا پھر تکبیر کہے گا، پھر قرآت کریگا۔ پھر تکبیر کہے گا اور رکوع کریگا۔ پھر کھڑا ہوگا، (دوسری رکعت کے لئے) قرآت کریگا، پھر تکبیر کہے گا۔ پھر تکبیر کہے گا۔ پھر تکبیر کہے گا۔ پھر چوتھی تکبیر کہے گا پھر رکوع کرے گا ــــــ

ــــ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۱۷۴ ــــ

احناف کے موقف پر بحمدہٖ تعالیٰ کثیر روایات صحیحہ متعدد کتب حدیث میں موجود ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر انہیں پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے ــــــ

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ضالین کو سمجھ عطا فرمائے اور مومنین کو استقامت ــــــ

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ واصحابہ وسلم

جمعیت اشاعتِ اہلسنت کراچی، اعلیحضرت امام اہلِ سنت مجدد ملت شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی علمی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کے تعارف کے لئے کتب و رسائل شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال آپ کے یومِ وصال (عرس مبارک) کے موقع پر جلسہ یوم رضا کا انعقاد کرتی ہے جس میں ملک کے نامور علماء، فضلا اور دانشور حضرات چودھویں صدی کے مجدد کی عظیم علمی خدمات اور بیمثال تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ روح پرور تقریب ککری گراؤنڈ نزد لی مارکیٹ میٹھادر کراچی میں منعقد ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی کی طرف سے ملک کے گوشے گوشے میں جلسہ ہائے یومِ رضا منعقد کرنے کی ہر سال اپیل کی جاتی ہے اس تحریک سے ملک کے اکثر مقامات پر یوم رضا منایا جانے لگا ہے مگر ہم اس میں مزید وسعت کے خواہاں ہیں لہٰذا علماء کرام اور اہلسنت کی انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ یوم رضا کو وسیع پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا کریں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی ۷۴۰۰۰